ادارہ

اسلام میں بالغ رائے دہندگی کے تصور کو تسلیم نہ کرنے والے جاہل ہیں!

ہمیں اب تک احتساب کے مقاصد اور اسکے چکر کی سمجھ نہیں آسکی

دین کے نام پر گروہ بندی اور فرقہ وارانہ عصبیت کی کوئی گنجائش نہیں!

ہفت روزہ "کہکشاں" کو مدیر "ترجمان" کا انٹرویو

س- اپنی عملی سیاست اور سیاسی کردار کے بارے میں آپ کچھ کہنا پسند کریں گے!

ج- سیاست سے میری دلچسپی کافی پرانی ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ مختلف علوم کی تحصیل، ملک ملک کی سیر و سیاحت اور وہاں کے تقابلی سیاسی نظریات کے مطالعہ، اپنے ملک کے خصوصی مسائل اور بحرانوں نے میرے سیاسی میلان و رجحان کی پرورش و انگیخت کی۔ چنانچہ ملک کو درپیش ملی اور معاشرتی مسائل سے نمٹنے اور خاص طور پر اس وقت کے آمر بھٹو سے قوم کو نجات دلانے کیلئے مجھے کسی ایسے پلیٹ فارم کی ضرورت تھی جہاں سے میں فعال سیاسی عمل کا آغاز کر سکتا۔ چنانچہ میری نگاہِ انتخاب تحریکِ استقلال پر پڑی۔ میں نے اس پارٹی کے لئے اپنی تمام توانائیاں وقف کر دیں اور پارٹی نے بھی میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ بعد ازاں کچھ ایسے مسائل پیدا ہوئے کہ میرا پارٹی کے ساتھ چلنا مشکل ہو گیا۔ ایک تو مارشل لاء لگ گیا ــــــ یہ تو آپ کو پتہ ہے کہ مارشل لاء میں جمہوری عمل یکسر رک جاتا ہے اور میری یہ مجبوری ہے کہ جمہوری عمل کی آزادی کے بغیر میں کام نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس جمہوری تعطل کے دوران میں نے تشنۂ تکمیل تصنیف و تالیف کے کام کو بھی نمٹانا چاہا جس کے لئے میں نے عملی سیاست سے کنارہ کش ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ جہاں تک تحریکِ استقلال سے اختلاف کا تعلق ہے تو میری

عرض یہی ہے کہ میں جماعت کی بیوروکریٹک پالیسیوں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ میں کسی ایسی سیاسی جماعت سے زیادہ دیر وابستہ نہیں رہ سکتا تھا جو عام کارکنوں پر مسلط رہنا چاہتی ہو۔

س۔ آپ کا آئندہ سیاسی پروگرام کیا ہے؟

ج۔ بدقسمتی سے ان دنوں بھی ملک میں مارشل لاء نافذ ہے اور سیاسی عمل رکا ہوا ہے۔ جونہی سیاسی سرگرمیوں سے پابندی ہٹی، میں عملی سیاست میں حصہ لوں گا اور کسی نہ کسی ہمخیال سیاسی جماعت میں شامل ہو جاؤں گا۔

س۔ ان دنوں ملک میں نئی سیاسی جماعتیں بن رہی ہیں۔ حال میں ایئر مارشل ریٹائرڈ نور خاں نے سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا۔ کیا آپ اس رجحان کو جمہوریت کیلئے ایک نیک فال تصور کرتے ہیں؟

ج۔ استغفر اللہ، میں اس رجحان کا سخت مخالف ہوں۔ ملک کے سات کروڑ عوام ہیں اور اگر ہر شخص یہ تصور کرے کہ صرف اسی کے نظریات کی پرچارک جماعتیں ہونی چاہئیں تو پھر یہاں ہزاروں سیاسی جماعتیں ہونی چاہئیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہمارا ملک صرف ٹھوس اور پائیدار نظریات کی حامل چند جماعتوں کا متحمل ہو سکتا ہے۔ جہاں تک نور خان کی بات ہے تو وہ سیاسی اہلیت و بصیرت سے عاری ہیں۔ وہ تو سیاست کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ سیاست کوئی ہاکی فیڈریشن کی ایڈہاک کمیٹی نہیں ہے کہ جہاں دھونس دھاندلی سے قبضہ جما لیا جائے۔ پہلے بھی تو وہ مسلم لیگ میں آئے تھے۔ بھٹو کی ایک ہی دھمکی پر بیچش ہو گئی۔ وہ تو ایک پارٹی کی پناہ میں بھی نہ جم سکے، الگ پارٹی کیا خاک بنائیں گے؟

س۔ کیا پاکستان قومی اتحاد نظام مصطفٰے کے نفاذ میں مخلص ہے؟

ج۔ بھائی اخبارات میں تو ان کے دھڑا دھڑ بیان آ رہے ہیں کہ اسلامی نظام نافذ ہونے ہی والا ہے۔ آیا یہ بیان بازی ہے، طفل تسلی ہے یا حقیقت، میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ دلوں کے بھید تو خدا ہی جانتا ہے۔ بظاہر وہ اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے کوشاں نظر آتے ہیں۔ لیکن فیصلہ وقت کرے گا۔ انہیں کافی وقت ملا ہے، جس میں بیانات اور اعلانات کے سوا کچھ سامنے نہیں آیا۔ وہ اس وقت امتحان کے کرب و بلا میں کھڑے ہیں۔ بقول ان کے ان کا سیاسی کیریئر داؤ پر ہے۔ اگر وہ اسلامی نظام نافذ نہیں کریں گے تو عوام ان کے خلاف صف آرا ہو جائیں گے اور ان کو اقتدار سے ایسے ہی الگ کر دیں گے جیسے بھٹو کو کیا!

س۔ کیا آپ جزوی اسلامی نظام کے نفاذ کے حق میں ہیں؟

ج۔ میں جزوی اسلامی نظام کے نفاذ کے حق میں نہیں ہوں، یہ اسلام کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اسلام میں مکمل داخل ہو جاؤ"! مارشل لاء انتظامیہ کا یہ اعلان کہ پہلے زکوٰۃ اور عشر کا نظام نافذ ہوگا، مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ صریحاً زیادتی ہے۔ کیا حکومت کو مال اکٹھا کرنے

سے ہی غرض ہے؛ میں برملا کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام "لینے" سے زیادہ "دینے" پر زور دیتا ہے۔ حکومت اسلامی نظام کی تمام جزئیات کو فوراً نافذ کرے تاکہ مسلمان ایک اسلامی ریاست کے ثمرات سے کماحقہ مستفید ہو سکیں۔

س۔ کیا اسلامی تعزیرات کے نفاذ سے قبل اسلامی معاشرہ اور اقتصادی اطمینان کا قیام ضروری ہے؟

ج۔ یہ تمام تصورات مدافعت، مداہنت اور پسپائی کے عکاس ہیں۔ ان کا مقصد اسلامی تعزیرات سے انحراف ہے۔ مسلمانوں کو بیوقوف بنانے کے لئے مستشرقین اور یہودی لابی نے ان مباحث کو جنم دیا تاکہ مسلمان کبھی اسلامی نظام نافذ نہ کر سکیں۔ مجھے تو ایسے موقف اور دلائل پیش کرنے والی عقلوں پر شبہ ہے۔ اگر معاشرہ پہلے ہی صالح ہو جائے تو پھر کوڑے کس کو مارے جائیں گے! مولانا مودودی کو، مفتی محمود کو یا شاہ احمد نورانی کو؟ —— عقل کے اندھو! ان تعزیرات کی ضرورت ہی موجودہ جرائم کو ختم کرنے کے لئے ہے۔ اگر پہلے ہی معاشرہ صالح ہو تو ان کے نفاذ کیلئے چیخ و پکار کی کیا ضرورت؟ اگر معاشرے کی اصلاح اور اقتصادی اطمینان کا انتظار کرتے رہے پھر تو قیامت تک اسلامی تعزیرات کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ اقتصادی اطمینان تو دنیا کی ایک عظیم مملکت امریکہ کو ابھی تک حاصل نہیں ہو سکا۔ ۱۹۷۷ء کی انتخابی مہم کے دوران بھی پی۔ این۔ اے کے بڑے بڑے اکابرین نے اسی نوعیت کی پسپائی کا اظہار کیا تھا تو میں نے تحریک استقلال جیسی لبرل جماعت کے سٹیج سے ببانگ دہل کہا تھا کہ اسلامی تعزیرات کا نفاذ فی الفور کیا جائیگا۔ اس ضمن میں ان دنوں کے "نوائے وقت" میں میرا انٹرویو اس بات کی گواہی دے گا۔

س۔ کیا اسلام میں جمہوری حقوق مانگنے پر کوڑوں کی سزا جائز ہے؟

ج۔ اگر آپ ایک اصولی بات پوچھ رہے ہیں تو میرا جواب نفی میں ہوگا۔ کیونکہ اسلام میں حکمرانوں اور دیگر اولی الامر کی باز پرس بشمول تنقید ہر مسلمان کا جائز حق ہے۔ لیکن اگر آپ کے سوال کے پیچھے پی پی پی کی بات ہے تو میں کہوں گا، ان آمروں، جمہوریت کے قاتلوں اور بد دیانتوں کو کوڑوں سے زیادہ سنگین سزا دینی چاہیئے۔

س۔ کیا یکطرفہ احتساب مارشل لاء انتظامیہ کی طوالت و استحکام کا محض ایک جواز ہے؟

ج۔ آپ کس یکطرفہ احتساب کی بات کرتے ہیں! کیا احتساب اس چیز کا نام ہے کہ موت کی سزا پانے والوں کو جیل میں آسائشیں مہیا کی جائیں؟ کیا احتساب اس چیز کا نام ہے کہ نظربندوں کو نفیس سے نفیس کھانے ملیں، عزیز و اقارب کی ملاقاتیں ہوں، ملکی دولت لوٹنے والے کوثر نیازی، صادق حسین قریشی

مصطفے کھر، جام صادق علی اور دیگر منظور نظر دندناتے پھر رہیں، مارشل لا ء انتظامیہ اور کبھی مفتی محمود سے ملاقاتیں کریں، یہ کہاں کا یکطرفہ احتساب ہے؟ —— گزشتہ تحریک میں بنائے گئے بھٹو دور کے مقدمات یوں کے یوں چل رہے ہیں، اتحادی وکیلوں کو جیلوں میں ٹھونسا جا رہا ہے، سردار عبدالقیوم کا معاملہ نااہلی ٹربیونل کو بھیجا جا رہا ہے۔ اتحاد کے اکابرین کے خلاف مقدمات درج کئے جاتے ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں آپ یکطرفہ احتساب کی بات کرتے ہیں! —— ہمیں تو اب تک اس احتساب کے چکر اور مقاصد کی سمجھ نہیں آسکی۔

س۔ کیا اسلام میں اقتصادی مساوات کا کوئی تصور موجود ہے؟

ج۔ ہرگز نہیں! یہ سب نعرہ بازی ہے اور اقتدار پر قبضہ کی ایک چال ہے۔ اقتصادی مساوات قانون فطرت کے خلاف ہے۔ تو میانا یا امیروں سے زبردستی دولت چھین کر محروموں میں تقسیم کرانا سراسر غیر اسلامی اور غیر منطقی طرز فکر ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سب لوگ مال لحاظ سے برابر تھے؟ کیا حضرت عثمانؓ کی دولت اور ابوذر غفاریؓ کی غربت کا تفاوت موجود نہیں تھا؟ کیا اصحاب صفہ کی تنگدستی موجود نہیں تھی؟ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی دولت چھین کر کسی کو دی؟ اسلام میں انفاق فی سبیل اللہ کی رضا کارانہ ترغیبات تو موجود ہیں لیکن چھینا جھپٹی نہیں ہے۔ میں پھر واضح کر دوں کہ اقتصادی مساوات کا نعرہ لگانے والے احمقوں کی جنت میں بستے ہیں۔ ان کی جنت روس ہی کو لے لیں جس میں سرکاری طور پر سات طبقوں کی موجودگی سے کوئی ذی ہوش انکار نہیں کر سکتا۔

س۔ کیا اسلام میں فرقہ بندی کی گنجائش ہے؟

ج۔ اسلام فرقہ بندی کا شدید مخالف ہے۔ رائے اور فکر کا اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن دین کے نام پر گروہ بندی اور فرقہ وارانہ عصبیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لسانی، جغرافیائی اور مذہبی بنیادوں پر گروہ بندیاں سب ناجائز ہیں۔

س۔ فتاویٰ عالمگیری کی افادیت اور عملی نفاذ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج۔ فتاویٰ عالمگیری کا چرچا اسی فرقہ وارانہ عصبیت کی ایک چال ہے۔ میں حیران ہوں کہ کئی صدیوں کے بعد اس کا ذکر کیا معنی رکھتا ہے؛ لوگوں کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ انہیں یہ خبر نہیں ہے کہ یہ کتاب محض فتووں کا مجموعہ ہے کوئی قضا کی مستند کتاب نہیں ہے۔ اگر سواد اعظم میں اتفاق و اتحاد ہو سکتا ہے تو صرف نام محمدؐ پر ہو سکتا ہے کسی عالمگیر یا غیر عالمگیر پر نہیں ہو سکتا۔ میں یہ چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو گروہ اس کی حمایت میں چیخ رہا ہے وہ خود اسے نافذ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی آئینی

دستوری حیثیت سے قطع نظر اس کے بیشتر فتوے اس ملک کے خلاف ہیں۔ یہ ایک بہت بحث طلب بات ہے جس کے لئے اگر ضرورت پڑی تو میں خصوصی پریس کانفرنس بلواؤں گا۔ اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو میں فی الحال اتنا عرض کروں گا کہ فتاویٰ عالمگیری کے ۷۰ فتوے مسلک اہل سنت کے خلاف ہیں۔ مثال کے طور پر ایک فتویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ بعینہٖ مقابر پر نذر نیاز کرنے والا کافر ہے۔ قصہ مختصر کسی فتویٰ پر اتفاق تو نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ قرار دادِ مقاصد جس پر ہر مسلک کے ۳۲ علماء کے دستخط ہیں، آئینی یا دستوری بنیاد کا کام دے سکتی ہے۔

س۔ کیا اسلامی طرزِ حکومت میں بالغ رائے دہندگی کا کوئی تصور ہے؟

ج۔ میرا مطالعہ اور دینی تحقیق کے مطابق پارلیمانی جمہوریت اسلام کے قریب تر ہے۔ میں ان لوگوں کا شدید مخالف ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں بالغ رائے دہندگی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ میرے نزدیک وہ جاہل اور اسلام سے قطعی بے بہرہ ہیں۔ وہ صرف "مجلس شوریٰ" اور "اہلِ حل و عقد" کی رٹ لگائے پھرتے ہیں اور انہیں یہ نہیں معلوم کہ یہ مجلسِ شوریٰ بمعنی "موجودہ پارلیمان" آئے گی کہاں سے؟ کیا یہ آسمان سے نازل ہوگی یا زمین سے مبعوث ہوگی؟ ہر بالغ مرد اور عورت اس کے انتخابات میں حصہ لیں گے۔ کیونکہ خلفاء کے دور میں ایسا ہی ہوا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے انتخاب کی غرض سے میں نے ہر آدمی کی رائے لی حتیٰ کہ پردہ دار خواتین اور رہرواہوں تک سے پوچھا۔ جہاں تک اس اعتراض کا تعلق ہے کہ "جمہور کی حکمرانی" کے اصول کے تحت پھر بدقماش اور بددیانت لوگ پارلیمان میں آجائیں گے تو میرا سادہ سا جواب ہے کہ اسلامی معاشرے میں نہ تو کوئی بدکردار امیدوار ہوگا اور نہ ہی کوئی بدمعاش ووٹر ہوگا۔

س۔ اسلامی اقتصادی نظام کی بنیادی اساس کیا ہوگی؟

ج۔ یہ ایک بہت ہی بحث طلب مسئلہ ہے۔ اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو میں اقتصادی نظام کے چند ایک موٹے موٹے اصول گوش گزار کرتا ہوں۔ تفصیلی بحث کسی آئندہ نشست پر موقوف رکھیں۔ اسلام میں اقتصادی نظام کی بنیادیں یہ ہیں:

اکتسابِ رزقِ حلال، دھوکہ، فریب، بد دیانتی، رشوت اور دیگر حرام ذرائع سے پرہیز، خریدار اور بیچنے والے کے درمیان شرح منافع کا معتدل تناسب، ارتکاز و ذخیرہ اندوزی سے پرہیز، سود کا خاتمہ، زکوٰۃ، عشر و بیت المال کے ذریعے بیت المال کی منصفانہ تقسیم، حضور علیہ السلام کی یہ حدیث شریف کہ اپنے ملازم کو اتنی اجرت دو کہ وہ خوش حال زندگی

بسر کر سکے۔ اسے وہی کھلاؤ اور پہناؤ جیسا خود کھاتے اور پہنتے ہو۔ اور رویہ ایسا ہو کہ وہ اپنے آپ کو زیر دست کی بجائے آپ کا بھائی اور ہمسر محسوس کرے۔

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ۔
- قریشی بک ڈپو شکر گڑھ۔ ضلع سیالکوٹ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن، بازار ناندلیانوالہ ضلع فیصل آباد
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا، تحصیل وضلع راولپنڈی۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب، خطیب جامع اہلحدیث، صدر، راولپنڈی۔
- حکیم محمد یوسف صاحب زبیدی جامع مسجد اہلحدیث۔ شاہ فیصل شہید روڈ لعل چند باغ میرپور خاص (سندھ)
- منشا بکسٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن۔
- خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں، ضلع ملتان۔
- حافظ عبدالحق صاحب معرفت مولوی علی احمد صاحب کریانہ سٹور، تحصیل بازار، بہاولنگر
- مرکز ادب حسین آگاہی، ملتان شہر۔
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ، عباس سائیکل ورکس، بلاک نمبر ۱۹، سرگودھا۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد امین پور بازار، فیصل آباد
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث، قبولہ ضلع ساہیوال۔
- محمود برادرز کریانہ مرچنٹس، چمن بازار، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔

- مولانا محمد حنیف صاحب دار الحدیث چینیانوالی کوچہ چابک سواراں۔ لاہور۔
- محمد الیاس صاحب کمبوہ، کمبوہ ہوٹل، شہداد کوٹ۔ ضلع لاڑکانہ (سندھ)
- حامد برادرز، چوک انارکلی۔ لاہور۔
- کاشانۂ ادب، چوک نیلا گنبد۔ لاہور۔